

B.A. Part-II (Semester-IV) (Old) Examination
URDU LITERATURE
LITERATURE OF MODERN LANGUAGE

Time : Three Hours]

[Maximum Marks : 80

16

سوال نمبر ۱۔ مندرجہ ذیل اقتباسات کی تشریح مع حوالہ کیجئے (کوئی دو) :۔

(۱) ہاں میں نے اپنی ماں کو ایک بار پھر دیکھا تھا۔ کب ان کو دیکھا تھا؟ اس کو ایک زمانہ ہوا۔ اب خدا جانے جیتی ہیں یا مر گئیں۔ سنا ہے کہ چھوٹے بھائی کے ایک لڑکا ہے۔ ماشاء اللہ! چودہ پندرہ برس کا۔ دو لڑکیاں ہیں۔ میرا بے اختیار جی چاہتا ہے کہ ان سب کو دیکھوں۔ کچھ ایسا دور بھی نہیں موے ایک روپیہ میں تو آدمی فیض آباد پہنچ سکتا ہے مگر کیا کروں مجبور ہوں۔ اس زمانے میں جب ریل نہ تھی۔ فیض آباد سے لکھنؤ چار دن کا رستہ تھا۔ مگر دلاور خان اس خوف سے کہ کہیں میرا باپ پیچھا نہ کرے نہیں معلوم کن بہتر راستوں سے لایا کوئی آٹھ دن میں لکھنؤ پہنچی۔ مجھے سکوڑی کو کیا خبر تھی کہ لکھنؤ کہاں ہے۔ مگر دلاور خان اور پیر بخش کی باتوں سے میں اتنا سمجھ گئی تھی کہ یہ لوگ مجھے وہیں لئے جاتے ہیں۔ لکھنؤ کا میں نام گھر میں سنا کرتی تھی کیوں کہ میرے نانا یہیں کسی محل کی ڈیوڑھی پر سپاہیوں میں نوکرتھے۔ گھر میں ان کا ذکر ہوتا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ فیض آباد بھی گئے تھے میرے لئے بہت سی مٹھائی اور کھلونے لے گئے تھے۔ میں انھیں اچھی طرح پہچانتی تھی۔

(۲) مکتب میں مجھ سمیت تین لڑکیاں اور تھیں اور ایک لڑکا تھا گوہر مرزا۔ صد کا شیر اور بد ذات، سب لڑکیوں کو چھیڑا کرتا تھا۔ کسی کو منہ چڑھا دیا کسی کے چٹکی لے لی، اس کی چوٹی پکڑ کے کھینچ لی۔ اس کے کان دکھا دیئے۔ دو لڑکیوں کی چوٹی ایک میں جکڑ دی کہیں قلم کی نوک توڑ ڈالی کہیں کتاب پر دوات الٹ دی۔ غرض کہ اس کے مارے ناک میں دم تھا۔ لڑکیاں بھی خوب دھیپاتی تھیں اور مولوی صاحب بھی قرار واقعی سزا دیتے تھے مگر اپنی آنی بانی سے نہ چوکتا تھا۔ سب سے بڑھ کے میری گت بناتا تھا کیونکہ میں سب سے انیلی اور گیگلی سی تھی اور مولوی صاحب کے دباؤ میں بھی رہتی تھی۔ میں نے مولوی صاحب سے کہہ کہہ کے مار پٹوائی۔ مگر بے غیرت کسی طرح باز نہ آیا۔ آخر میں چغلیاں کھاتے کھاتے عاجز آ گئی۔ میری فریاد پر مولوی صاحب اس کو بہت ہی بے دردی سے سزا دیتے تھے کہ خود مجھے ترس آ جاتا تھا۔

(۳) ہائے کیا مزے کی صحبت تھی۔ اس کمبخت نے کیا مزے میں خلل ڈالا۔ نواب ابھی غزل پڑھنے کو تھے اس کے بعد میں کچھ کہتی۔ نواب تعریفیں کرتے، کیا دل خوش ہوتا۔ آج ہی تو ایک ایسا قدردان ملا تھا جسے مدتوں سے میرا دل ڈھونڈتا تھا اور آج ہی اس آفت کا سامنا ہوا۔ خدا اس موئے کو جلدی یہاں سے اڑائے۔ یہ خیالات میرے دل میں تھے اور وہ خونخوار صورت آنکھوں پر سامنے تھی جس کی طرف دیکھنے سے میرا دل لرز جاتا تھا۔ یہ تو میری جان کو گویا دلاور خان ہو گیا۔ مجھے بار بار اندیشہ تھا کہ کٹار جو اس کی کمر میں ہے، یا میرے کلیجے کے پار ہوگی یا خدا نخواستہ نواب کو کچھ گزند پہنچائے گی۔ دل ہی دل میں کوئی تھی خدا غارت کرے مولا کہاں سے اس وقت آ گیا۔

(۴) مولوی صاحب اور چڑھے اور حکم کا انتظار کیا۔ پھر وہی اور اس طرح درخت کی پھنگ کی پاس پہنچ گئے۔ اب اگر اور اوپر جاتے تو شاخیں اس قدر پتلی تھیں کہ ضرور ہی گر پڑتے اور جان بحق تسلیم ہو جاتے۔ بسم اللہ کی زبان سے اور نکلنے کو ہی تھا کہ میں قدموں پر گر پڑی۔ میر صاحب نے نہایت منت کے ساتھ سفارش کی۔ بارے حکم ہوا اُتر آؤ۔ مولوی صاحب چڑھنے کو تو چڑھ گئے مگر اُترنے میں بڑی دقت ہوئی۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب گرے اور جب گرے مگر بخیر و عافیت اُتر آئے۔ بے چارے پسینے پسینے ہو گئے۔ دم پھول گیا۔ قریب تھا کہ گر پڑیں مگر اپنے کو سنبھال کے نعلین پہن کے تخت کے قریب آئے۔ عبائے مبارک زیب دوش کیا۔ چپکے بیٹھ گئے، تسبیح پڑھنے لگے۔ بیٹھے تو مئے نگر کسی پہلو قرار نہ تھا۔ چیونٹے ازار شریف میں گھس گئے تھے۔ اس سے بہت پریشان تھے۔

سوال نمبر ۲۔ مندرجہ ذیل میں سے صرف چار بند کی تشریح مع حوالہ کیجئے:—

16

(۱) بہت ڈوبتوں کو ترایا ہے تو نے
بگڑتوں کو اکثر بنایا ہے تو نے
اکھڑتے دلوں کو جمایا ہے تو نے
اجڑتے گھروں کو بسایا ہے تو نے
بہت تو نے پستوں کو بالا کیا ہے
اندھیرے میں اکثر اجالا کیا ہے

(۲) کوئی ان سے پوچھے کہ اے ہوش والو
کس امید پر تم کھڑے نہیں رہے ہو
برا وقت بیڑے پر آنے کو ہے جو
نہ چھوڑے گا سوتوں کو اور جاگتوں کو
بچو گے نہ تم اور نہ ساتھی تمہارے
اگر ناؤ ڈولی تو ڈوبیں گے سارے

(۳) پگھلتے ہیں سانچے میں ڈھلنے کی خاطر
لگاتے ہیں غوطہ اچھلنے کی خاطر
ٹھہرتے ہیں دم لے کے چلنے کی خاطر
وہ کھاتے ہیں ٹھوکر سنبھلنے کی خاطر
سب کو مرض سے سمجھتے ہیں پہلے
الجھتے ہیں پیچھے سلجھتے ہیں پہلے

(۴) جماعت کی عزت میں ہے سب کی عزت

جماعت کی ذلت میں ہے سب کی ذلت

رہی ہے نہ ہرگز رہے گی سلامت

نہ شخصی بزرگی نہ شخصی حکومت

وہی شاخ پھولے گی یاں اور پھلے گی

ہری ہوگی جڑ اس گلستاں میں جس کی

(۵) یہ برکت ہے دنیا میں محنت کی ساری

جہاں دیکھئے فیض اس کا ہے جاری

یہی ہے کلید در فضل باری

اسی پر ہے موقوف عزت تمہاری

کسی سے ہی قوموں کی یاں آبرو سب

اسی پر ہے مغرور میں اور تو سب

(۶) ہمارا یہ حق تھا کہ سب یار ہوتے

مصیبت میں یاروں کے غمخوار ہوتے

سب ایک ایک کے باہم مددگار ہوتے

عزیزوں کے غم میں دل افکار ہوتے

جب الفت میں یوں ہوتے ثابت قدم ہم

تو کہہ سکتے اپنے کو خیرالام ہم

(۷) برا شعر کہنے کی گر کچھ مزا ہے

عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے

تو وہ محکمہ جس کا قاضی خدا ہے

مقرر جہاں نیک و بد کی سزا ہے

گنہگار واں چھوٹ جائیں گے سارے

جہنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے

(۸) اگر اک جوانمرد ہمدرد انسان

کرے قوم پر دل سے جان اپنی قرباں

تو خود قوم اس پر لگائے یہ بہتان

کہ ہے اس کی کوئی غرض اس میں پنہاں

دگر نہ پڑی کیا کسی کو کسی کی

یہ چاہیں سراسر ہیں خود مطلبی کی

سوال نمبر ۳۔ (الف) کسی ایک کا جواب تحریر کیجئے: — 8

(۱) اُردو ادب میں ”امراؤ جان ادا“ کی اہمیت کو بیان کریں اور اسے ناولوں کی دنیا میں ایک بہترین شاہکار کے طور پر پیش کیوں کیا جاتا ہے؟ وضاحت کیجئے۔

(۲) امراؤ جان ادا کے کردار کی نقاب کشائی کیجئے اور اس کے کردار کی پیچیدگیوں کو تلاش کیجئے۔

(۳) دریافت کریں کہ کس طرح ناول ”امراؤ جان ادا“ ایک جامع آئینہ کے طور پر کام کرتا ہے جو لکھنؤ کی ثقافت اور معاشرے کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ کہانی کے اندر لکھنؤی تہذیب کی تصویر کشی پر اظہار خیال کیجئے۔

8 (ب) مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک کا جواب دیجئے: —

(۱) مسدس حالی کی روشنی میں مسلمانوں کے زوال کے اسباب و عوامل کا پتہ لگائیں۔

(۲) ”مسدس حالی“ کا اردو ادب میں مقام و مرتبہ متعین کیجئے۔

سوال نمبر ۴۔ (۱) الطاف حسین حالی کی زندگی اور ادبی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کی سوانح حیات اور اردو ادب کے لئے ان کی گرانقدر خدمات کا ایک جامع جائزہ پیش کیجئے۔ 16

(۲) مرزا محمد ہادی رسوا کی حیات کے نمایاں پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے، ناول نگاری میں ان کی کوششوں کا تجزیہ پیش کیجئے اور ادبی میدان میں ان کی شراکت کے اثرات اور اہمیت کا تنقیدی جائزہ لیجئے۔

سوال نمبر ۵۔ مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک پر تفصیلی مضمون لکھئے: — 16

(۱) 1857ء کے بعد اردو شاعری میں ہونے والے نئے رجحانات

(۲) فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات

(۳) اردو نثر کے ارتقاء میں غالب کا مقام

(۴) لکھنؤ میں اردو زبان کی اصلاح کے لئے کی جانے والی کوششیں

(۵) نظیر احمد کی ناول نگاری

(۶) سودا کی قصیدہ نگاری کی خصوصیات